REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء
عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

یوم جمعہ
۲۶ شوال ۱۳۷۷ھ
فی پرچہ ۲ر

جلد ۴۷/۱۲ | ۱۶ ہجرۃ ۱۳۳۷ ہش | ۱۶ مئی ۱۹۵۸ء | نمبر ۱۱۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

مری ۱۴ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ

"طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے گو نقاہت ابھی باقی ہے"

احباب حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں

ربوہ ۱۵ مئی۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب موصوف کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

"لبنان اور الجزائر کی صورت حال بہت نازک ہے"

حکومت امریکہ اس بارہ میں پوری طرح چوکس ہے۔ صدر آئزن ہاور کا بیان

واشنگٹن ۱۵ مئی۔ امریکہ کے صدر آئزن ہاور نے لبنان اور الجزائر کی صورت حال کو بے حد نازک قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر حالات اسی طرح رہے تو صورتِ حال اور بھی زیادہ نازک ہو جائے گی۔ صدر آئزن ہاور نے یہ بیان اپنی پریس کانفرنس میں دیا۔ انھوں نے ان دونوں ملکوں کی صورتِ حال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اخباری نمائندوں سے کہا۔ کہ وہ ان سے اس بارے میں کوئی مزید سوال نہ کریں۔ تاہم انہوں نے بتایا کہ حکومت امریکہ ان دونوں ملکوں کی صورت حال کے بارہ میں پوری طرح چوکس ہے۔ اور وہ حالات کا برابر جائزہ لے رہی ہے۔ نیز کہا اس سے زیادہ میں اس بارہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ پریس کانفرنس کے دوران صدر آئزن ہاور نے کہا۔ لبنان الجزائر اور لاطینی امریکہ میں امریکہ کے خلاف جو مظاہرے ہو رہے ہیں۔ وہ ایک طے شدہ منصوبے کا حصہ معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ براہ راست یہ الزام لگانا مشکل ہے۔ کہ ان مظاہروں میں کمیونسٹوں کا ہاتھ ہے۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کمیونسٹوں کا یہ عام طریق ہے کہ جہاں کہیں گڑبڑ یا بے چینی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں تو وہ اس سے فائدہ اٹھا کر لیڈرشپ کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

سید سردار حسین شاہ صاحب کی طرف سے

روزنامہ "تسنیم" کی مغالطہ انگیزیوں کا جواب

میرے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو ارشاد الفضل میں شائع ہوا ہے اسے اخبار تسنیم نے جلی عنوان کے ماتحت شائع کر کے حسب عادت ناگوار اور ناواجب حاشیہ آرائی کی ہے۔ حضور کے اعلان کا اگر کوئی صدمہ ہونا چاہیئے تھا تو مجھے ہوتا۔ لیکن میں تو حضور کے اس اعلان کو باپ کی بیٹے کو سرزنش سمجھتا ہوں۔ اور اسے اپنی شامت اعمال کا نتیجہ خیال کرتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ سے امید رکھتا ہوں۔ کہ وہ اپنے فضل و کرم سے میری بخشش کا رستہ کھول دے گا۔ میں اسی سے بخشش کا طالب ہوں۔ تسنیم کو کیا حق ہے کہ اس معاملہ میں دخل در معقولات کا طریق اختیار کر کے اس مثال کا مصداق بنے کہ "ماں سے زیادہ چاہے پھپھے کٹنی کہلائے"۔ میں احباب کرام سے بھی درخواست کرتا ہوں۔ کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ میری کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اور حضور حسب سابق مجھ سے خوش ہو جائیں۔ اور مجھے خدمت کا موقعہ میسر آ جائے۔

سردار حسین شاہ سیکرٹری تعمیر ربوہ ۶ $\frac{5}{58}$

الجزائر میں فرانسیسی فوج نے مرکزی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی

پیرس ۱۵ مئی۔ الجزائر میں فرانسیسی فوج نے حکومت فرانس کے خلاف بغاوت کر کے الجزائر کا نظم و نسق کل سے خود سنبھال لیا ہے۔ پیرس اور فرانس کے دوسرے علاقوں میں فوج کے اقدام کے حق میں اور حکومت کے خلاف زبردست مظاہرے ہونے کی بنا پر فرانس میں خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

فرانسیسی حکومت کے خلاف یہ بغاوت صدر اور نئے وزیر اعظم فرانس مسٹر فلملن کی اس یقین دہانی کے باوجود شروع کی گئی کہ فرانس کی نئی حکومت الجزائر کو کسی قیمت پر فرانس سے الگ نہیں ہونے دے گی۔ دریں اثناء باغی فوج اور اسکے حامی الجزائر کے قوم پرستوں اور اسکے حامیوں کے خلاف زبردست کارروائی کر کے الجزائر کو ہر حالت میں فرانس میں شامل رکھنا چاہتے ہیں۔

جنرل نوری السعید مستعفی ہو گئے

بغداد ۱۵ مئی۔ عراق کے شاہ فیصل نے اردن اور عراق کی یونین کے قیام کے پیش نظر اپنے وزیر اعظم جنرل نوری السعید کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔ خیال ہے۔ کہ نئی یونین کی حکومت بنانے کی دعوت بھی نوری السعید کو ہی دی جائے گی۔

صدر ناصر سے روسی لیڈروں کی بات چیت

ماسکو ۱۵ مئی۔ روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشیف اور دوسرے روسی لیڈروں نے کل صبح کو کریملن میں مصر کے صدر ناصر سے بات چیت شروع کر دی ہے۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۵۸ء

اطاعت

آجکل جمہوریت کا دور ہے جس کو دیکھو جمہوریت کا دلدادہ نظر آتا ہے۔ جمہوریت کے معنے مختصر الفاظ میں یہ ہیں کہ حکومت کسی واحد شخص کے ہاتھ میں نہ ہو۔ جیسا کہ مثلاً خود مختار بادشاہ ہوتے ہیں۔ جو وراثت کی بناء پر بادشاہ بنتے چلے آتے ہیں اور جس طرح چاہتے ہیں حکومت کا کاروبار چلاتے ہیں بلکہ حکومت عوام کے نمائندوں کے ہاتھ میں ہو۔ جن کو عوام بعض طریقوں سے چن کر اسمبلیوں میں بھیجیں۔ جو اپنے ووٹروں کے منشاء کے مطابق اپنی رائے کا اظہار کریں۔

جمہوریت کی عملی صورت میں بہت سی قسمیں ہیں جس کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں۔ بس اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ جمہوری طرز کی حکومت وہ ہوتی ہے جو کسی ملک کے عوام کو جواب دہ ہوتی ہے۔ ایسی حکومت کو بھی نظام قائم رکھنے کے لئے منتخب شدہ ارکان میں سے چند ارکان کو بطور وزیر منتخب کرنا پڑتا ہے جو ایک لیڈر کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جس کو عام طور پر وزیراعظم کہا جاتا ہے۔ اور جو وزراء اس کے ساتھ ملکر دراصل حکومت کا کاروبار سرانجام دیتے ہیں۔ ان سب کو ایک مجلس سمجھا جاتا ہے۔ جس کو Cabinet یعنے مجلس عاملہ کا نام دیا جاتا ہے۔ تمام ایسے وزراء وزیراعظم کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ بعض جمہوریتوں میں جیسا کہ امریکہ کی جمہوریت ہے وزیراعظم کو صدر یا پریذیڈنٹ بھی کہا جاتا ہے۔ جو دراصل حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف اکثر جمہوریتوں میں صدر وزیراعظم سے الگ ہستی ہوتی ہے برطانیہ میں بادشاہ کی جو اب پوزیشن ہے وہ صدر ہی کی رہ گئی ہے۔ اس کو اب وہ خودمختارانہ اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ جو کبھی پہلے ہوا کرتے تھے۔ تاہم حکومت کے تمام کام صدر کے دستخط سے جاری ہوتے ہیں۔ اگرچہ فیصلہ عوام کے نمائندے ہی کریں۔

الغرض جمہوریتوں میں بھی ایک ایسی واحد شخصیت لازمی سمجھی گئی ہے جس کو آخری حاکم مانا جاتا ہے۔

موجودہ دنیا میں جہاں جہاں بھی جمہوریت کا دور دورہ ہے۔ اس کی شکل کچھ اسی قسم کی ہے۔ خواہ دنیا میں کتنے ہی فروعی اختلافات کیوں نہ ہوں اور خواہ عوام کے نمائندوں کے اختیارات زیادہ ہوں یا تھوڑے اگر کسی حکومت پر جمہوریت کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ تو لازماً اس میں بھی آخری حاکم ایک شخصیت ہوتی ہے۔ خواہ امریکن دستور ہو یا برطانوی یا اور کوئی ڈکٹیٹرشپ جس میں ایک ہی شخص کا فی الواقعہ حکم چلتا ہے۔ اس کو بھی قاصر ڈکٹیٹر جمہوریت کا ہی نام دیتا ہے چنانچہ روس۔ چین۔ مصر وغیرہ ممالک میں بھی جمہوریت کی قسم کی حکومت بظاہر قائم ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان ممالک کے سربراہ تمام اختیارات پر خود قابض ہوتے ہیں۔ اور جمہوری ڈھانچہ محض ایک دکھاوا ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں قانون ہوتا ہے۔

ہم نے الفضل کی اشاعت ۳ مئی ۱۹۵۸ء میں مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی ایک تحریر روزنامہ "تسنیم" کی وساطت سے شائع کی ہے۔ اس میں مولانا نے فرمایا ہے:۔

کتاب وسنت نے اجتماعی زندگی کے تین رکن بتلائے ہیں

تمام لوگ کسی ایک صاحب علم وعمل مسلمان پر جمع ہو جائیں۔ اور وہ ان کا امام ہو۔ وہ جو کچھ تعلیم دے۔ ایمان وصداقت کے ساتھ قبول کریں۔

قرآن وسنت کے ماتحت اس کے جو کچھ احکام ہوں۔ ان کی بلاچون وچرا تعمیل واطاعت کریں۔

سب کی زبانیں گونگی ہوں۔ صرف اسکی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بیکار ہو جائیں صرف اسی کا دماغ کارفرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ صرف دل ہو جو قبول کرے صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔

اگر ایسا نہیں تو ایک بھیڑ ہے ایک انبوہ ہے۔ جانوروں کا ایک جنگل ہے۔ کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے مگر نہ تو "جماعت" ہے نہ "امت" نہ "قوم" نہ اجتماع اینٹیں ہیں۔ مگر "دیوار" نہیں کنکر ہیں۔ مگر پہاڑ نہیں قطرے ہیں مگر دریا نہیں کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جاسکتی ہیں۔ مگر زنجیر نہیں جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر سکتی ہے"!

اس سے شبہ پڑتا ہے کہ مولانا آزاد جس قسم کا جماعتی نظام چاہتے ہیں۔ وہ گویا مذہبی ڈکٹیٹرشپ ہوگی لیکن ایسا نہیں ہے۔ آزاد علوم دینی کے ایک متبحر عالم تھے۔ وہ اس قسم کی غلطی نہیں کر سکتے تھے اور ہمیں یقین ہے۔ کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ کتاب وسنت کے مطابق کہا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم ... الخ

یعنے اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرو اور اسکے رسول کی اور اولی الامر کی اطاعت کرو اور اگر اولی الامر سے کوئی اختلاف پیدا ہو۔ تو اسکو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ مطلب یہ ہے کہ اطاعت تو ہر حالت میں اولی الامر کی بھی لازمی ہے لیکن چونکہ وہ بھی کتاب وسنت کا پابند ہوتا ہے۔ اس لئے اختلاف کی صورت میں کتاب وسنت کے حکم کو وہ بھی تسلیم کرے گا اس طرح کوئی جھگڑا نہیں رہے گا۔ لیکن چونکہ مسلمانوں کا اولی الامر وہی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے فرمایا ہے۔ جو صاحب علم وعمل ہو۔ اس لئے مولانا یقین رکھتے ہیں۔ کہ ایسا اولی الامر یقیناً وہی حکم دے گا۔ جو کتاب وسنت کے مطابق ہو۔ اس لئے آپ اسکی اطاعت پر یہاں تک زور دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو جماعتی زندگی بااحسن طریق قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے شخص کی اطاعت اس طرح کی جائے۔ کہ گویا وہی سوچنے والا دماغ ہے۔ باقی مسلمان گویا گونگے اور بہرے ہیں صرف اطاعت کا جذبہ رکھتے ہوں اور بلاچون وچرا اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہوں:

اگر ہم دیکھیں تو یہی پوزیشن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کی تھی۔ جس جس درجہ کا ان کی ذات پر صراط مستقیم اختیار کرنے کا یقین رہا ہے اسی اسی شدت تک ان کی اطاعت بھی ہوئی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت میں تو یہ درجہ عشق کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ خلفائے راشدین کے دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس جذبہ عشق یا جیسا کہ مولانا آزاد نے فرمایا ہے اندھے بہرے ہوکر حکم کی اطاعت کا جذبہ بتدریج کم ہوتا چلا گیا ہے۔ یہاں تک کہ خلفائے اربعہ کے بعد خلافت دراصل بادشاہی میں تبدیل ہو گئی اور جذبہ اطاعت عشق کے موقف سے ہٹتے ہٹتے اقتدار کے زیر اثر آتا چلا گیا۔

اس کے برخلاف خلافت راشدہ کے بعد جذبہ محبت ان لوگوں کے ساتھ وابستہ ہو گیا۔ جو تبلیغ واستحکام دین کے لئے کھڑے ہوتے رہے تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ اگرچہ مجددین وصلحاء وعلمائے حق نے کبھی اپنے آپ کو مسلمان بادشاہوں کا حریف کے طور پر پیش نہیں کیا۔ اور نہ کبھی ان کے ہاتھ سے اقتدار چھیننے کی کوشش کی۔ لیکن ان کے ساتھ عوام کا جذبہ اطاعت اتنا شدید رہا ہے کہ بادشاہوں کو بطور خود ان سے خوف پیدا ہوتا رہا ہے۔ تاریخ میں آپ کو کئی ایسے واقعات ملیں گے کہ بادشاہ کسی ایک عالم حق کی ہردلعزیزی سے رشک کھاتے تھے اور اکثر انہیں اس ڈر کی وجہ سے تکالیف کا ہدف بھی بناتے رہے ہیں:

اس مختصر مقالہ میں ان تمام کیفیات وتفصیلات کی گنجائش نہیں لیکن جو کچھ ہم نے اوپر کہا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ آسانی سے نکالا جا سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین سے جو مسلمانوں کو بےغرض جذبہ محبت واطاعت کا تھا۔ وہ آپ کی دینی شان کی وجہ سے

(باقی دیکھیں صـ۸ پر)

جرمنی کے احمدیہ مشن کی رپورٹ بابت ماہ فروری جنوری ۱۹۵۵ء

جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں عیسائیت کیلئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہیں

اس جماعت کے دلائل مضبوط اور ٹھوس ہیں

یہ ایسے طریق سے عیسائیت پر حملہ آور ہے کہ نتائج کا خیال کرتے ہوئے کپکپی طاری ہو جاتی ہے

سویڈن کے ایک مشہور عیسائی رسالہ میں مبلغ جرمنی کے ساتھ انٹرویو کی رپورٹ

(از مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب بی اے انچارج احمدیہ مشن جرمنی بتوسط وکالت تبشیر ربوہ)

پریس میں ذکر

سویڈن کے ایک مشہور رسالہ TIDENS TECKEN کے ایڈیٹر دسمبر میں انٹرویو کے لئے ہمبرگ آئے۔ دو گھنٹہ تک ان سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ اب انہوں نے اس رسالہ کے Spring edition میں یہ انٹرویو "یسوع مسیح کے خلاف جنگ" کے عنوان سے مسجد ہمبرگ اور خاکسار کی تصویروں کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس کا ملخص درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"اسلامی مسیح نے عیسائیت کے خلاف تمام دنیا میں جنگ کا اعلان کر دیا ہے اور اس کی جماعت تمام براعظموں میں مشن ہاؤس قائم کر رہی ہے۔ ان کے عیسائیت کی تعلیمات کے بارہ میں تردیدی دلائل بظاہر معقول نظر آتے ہیں۔ ہم یسوع مسیح کو خدا تعالیٰ کا نبی قرار دیتے ہیں اس لئے ہم صحیح معنوں میں اس کے پیرو کار ہیں۔ مسٹر عبداللطیف نے یہ الفاظ ایسے انداز میں کہے کہ اس کے چہرہ پر اپنے عقائد کے بارہ میں یقینی فتح اور کامرانی سے بھرپور مسکراہٹ نمایاں طور پر ظاہر تھی۔ مسٹر لطیف جماعت احمدیہ کے جرمنی میں مبلغ ہیں۔ اور ۱۹۵۷ء سے نئی تعمیر شدہ مسجد میں منتقل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۴۹ء میں اس مشن کی بنیاد رکھی۔ "ہم یسوع مسیح کی آمد اول اور آمد ثانی کے قائل ہیں" اس مشن کے لیڈر مسٹر لطیف نے یہ فقرات زوردار الفاظ میں کہے اور الفاظ میں احتیاط کا پہلو نمایاں تھا۔ انہوں نے اپنی جماعت کا لٹریچر مجھے قائل کرنے کے بڑے شوق سے پیش کیا ایک پمفلٹ کا مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ جماعت گو مسیح کو خدا کا نبی قرار دیتی ہے لیکن یہ جماعت عیسائیت کے بنیادی عقائد الوہیت تثلیث۔ کفارہ اور عصمت مسیح کے خلاف برسر آزما ہے۔ پمفلٹ کے دوسرے حصہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اور اس کے مصنف نے بائیبل سے اس حقیقت کو آشکار کرنے کی کوشش کی ہے میں نے جب مسٹر لطیف سے اس موضوع کے بارے میں تفاصیل دریافت کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے دلائل مہیا کرنے کے لئے اپنا پورا زور صرف کر دیا انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور جب انہیں صلیب سے اتارا گیا تو وہ نیم بیہوشی کے عالم میں تھے اور سپاہیوں نے اس نیم بیہوشی کو غلطی سے موت قرار دے دیا وہ مناسب احتیاط اور علاج کے بعد صحتیاب ہو گئے۔ اور بعد میں فلسطین اور دوسرے مشرقی ممالک کی طرف ہجرت کر گئے۔ انہوں نے خود پیشگوئی کی تھی۔ کہ ان کی اور بھی بھیڑیں ہیں جن کو اکٹھا کرنا ان کا فرض ہے۔ اس سے مراد وہ دس قبائل تھے۔ جو اس وقت مشرقی ممالک میں منتشر ہو چکے تھے اور افغانستان۔ کشمیر اور ایشیا کے دیگر ممالک میں قیام پذیر تھے۔ اگر وہ ان قبائل کو ذاتی طور پر اپنا پیغام پہنچانے میں کامیاب نہ ہوتے تو وہ اپنے مشن میں یقیناً ناکام رہتے مسٹر لطیف کا انداز بیان پہلے سے زیادہ مؤثر ہو گیا جبکہ انہوں نے یہ امر بیان کیا کہ مسیح بعد میں ایشیاء میں ہی وفات پا گئے۔ اور ان کی قبر آج تک کشمیر کے دارالحکومت سرینگر کے محلہ خانیار میں موجود ہے۔ مجھ پر ان دلائل کی حقانیت واضح کرنے کے لئے انہوں نے مجھے مزید لٹریچر دیا جس میں اس بارہ میں مواد موجود تھا اور ایک ٹریکٹ میں قبر مسیح کا فوٹو بھی موجود ہے جب میں نے بعد میں پمفلٹ کا دوبارہ مطالعہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ (حضرت) مسیح موعود کا اپنا تحریر فرمودہ ہے۔ جب میں نے مسٹر لطیف سے (حضرت) مسیح موعود کے بارہ میں مزید دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ عیسائی دنیا بے فائدہ پہلے مسیح کی اس جسم خاکی کے ساتھ منتظر ہے مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی کے بارہ میں تمام علامات اور پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ اور وہ تشریف بھی لا چکے ہیں۔ وہ ہندوستان میں ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں انہوں نے وفات پائی۔ اور جماعت کے موجودہ امام ان کے بیٹے ہیں۔ اسی مسیح موعود نے جن کا پورا نام حضرت میرزا غلام ہے۔ دعویٰ کیا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی ان کے وجود میں پوری ہو چکی ہے۔ اور وہ اپنے دعویٰ کی صداقت کے لئے متعدد دلائل نشانات اور پیشگوئیاں پیش کرتے ہیں۔ مسٹر لطیف نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود نے عیسائی دنیا کو متعدد بار مقابلہ کے لئے للکارا لیکن وہ مقابلہ کے لئے آگے نہ آئے حضرت مسیح موعود نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ انہوں نے رؤیا میں یسوع مسیح سے متعدد بار ملاقات کی ہے اور انہوں نے اس کے ساتھ اکٹھے کھانا بھی کھایا ہے۔ ایک دفعہ رؤیا میں حضرت مسیح موعود نے ان سے ان عقائد کے بارہ میں دریافت کیا جس پر آج کل عیسائی دنیا ایمان رکھتی ہے جس پر انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو ایک بشر ہیں۔ اور ان تمام عقائد سے بیزار ہیں اور انہوں نے کفارہ تثلیث اور ابنیت وغیرہ کے عقائد سے نفرت کا اظہار کیا۔ حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف مسلمانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ عیسائیوں کے لئے بھی مسیح ہیں۔ اس جماعت نے دنیا میں وسیع طور پر اشاعت اسلام کا کام جاری کر رکھا ہے اور ان کی زیادہ توجہ یورپ، امریکہ اور افریقہ کی طرف ہے حضرت مسیح موعود دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا۔ جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے۔ نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہیگا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں۔ تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں۔ اس سے کون ٹھٹھا کرے گا پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

جماعت احمدیہ کی بنیاد حضرت احمد نے آج سے قریباً ۶۰ سال قبل رکھی۔ مسٹر لطیف نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ہم مسلمان ہیں۔ اور ہمارا مذہب اسلام ہے۔ اس لئے ہمیں Mohammadan اور ہمارے مذہب کو Mohammadanism قرار

قرار دینا سخت غلطی ہے۔ اس جماعت کا مقصد اسلام کے بارہ میں پیدا شدہ غلط فہمیوں کا ازالہ اور صحیح اسلام کو اکناف عالم میں وسیع طور پر پھیلانا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے انہوں نے قرآن کریم کے متعدد زبانوں میں تراجم شائع کئے ہیں۔ یورپین زبانوں میں سے یہ تراجم انگریزی جرمن اور ڈچ میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس تمام جدوجہد کا واحد مقصد یہ ہے کہ تمام دنیا کو اسلامی جھنڈے تلے جمع کیا جائے ہمبرگ کی مسجد کا ۲۲ جون ۱۹۵۷ء کو افتتاح کرتے ہوئے چوہدری ظفر اللہ خانصاحب جو پہلے حکومت پاکستان کے وزیر خارجہ اور اب عالمی عدالت انصاف کے جج ہیں نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اس مسجد کے افتتاح کے ساتھ اسلام کی ہمہ گیر اشاعت اور اس کی تکمیل کے لئے داغ بیل ڈال دی گئی ہے اور موجودہ امام جماعت احمدیہ کے ذاتی نمائندہ میرزا مبارک احمد صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ ہمبرگ کی مسجد کی تکمیل کے ساتھ تمام دنیا کے لئے صلح اور امن کے قیام کی بنیاد رکھدی گئی ہے۔ ہمبرگ کی مسجد شہر کے کنارہ پر واقع ہے اور بہت بڑی تو نہیں لیکن موجودہ ضروریات کے پیش نظر کافی وسیع ہے۔ اس مسجد میں تقاریر میٹنگز اور نمازوں کے لئے اجتماعات ہوتے ہیں۔ مسجد کا کمرہ سادہ ہے اور اس میں کسی قسم کی زیبائش کے سامان موجود ہیں۔ مسجد کا فرش چھوٹے بڑے قالینوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔

دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ان مشنوں کی اشاعت اور مساجد کی تعمیر کا انتظام جماعت احمدیہ کے ہیڈ کوارٹر پاکستان سے کیا جاتا ہے۔ مسٹر لطیف نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ آپ کے ملک (سویڈن) میں بھی ہمارا مشن موجود ہے۔ اور انہوں نے مجھے اپنے مشنری کا ایڈریس بھی دیا۔ اور میں سٹاک ہالم میں ان سے بھی ملاقات کی۔ مسٹر کمال یوسف نے ڈنمارک۔ سویڈن اور ناروے میں اپنی مساعی سے مجھے واقفیت بہم پہنچائی

افریقہ میں جماعت کو بھاری کامیابی ہوئی ہے وہاں جماعت کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ اور وہاں سکول اور مساجد وسیع طور پر تعمیر کی جا رہی ہیں۔ اس جماعت کا پروگرام عالمگیر ہے۔ یہ جماعت عیسائیت پر وسیع طور پر حملہ آور ہے اور اس کے عقائد پر تنقیدانہ حملے کرتی ہے۔

مسیح موعود۔ ان کی جماعت اور ان کے اسلامی مشنوں کا قیام ہمارے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمیں اس امر پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا کہ کیا ہم میں وہی روح وہی سچائی اور وہی روح القدس موجود ہے جو ہمارے مسیح کی جماعت اول کے افراد میں کارفرما تھی۔ اگر نہیں تو پھر ہم نے عیسائیت کے مقصد اور اس کی غرض وغایت کو فراموش کر دیا ہے۔ حالانکہ ہمارے گرجے وسیع طور پر تعمیر شدہ ہیں اور ہماری جماعتیں اور تنظیمیں جگہ جگہ موجود ہیں۔ سچائی کی روح کے بغیر ہمارا مذہب ہمارے عقائد اور ہماری تنظیمیں بے سود غیر مفید اور ایک بڑے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں۔

اس اسلامی جماعت کا مشن عیسائیت کے لئے خطرناک تو نہیں۔ لیکن یہ جماعت ایشیا امریکہ یورپ اور افریقہ میں جارحانہ طور پر عیسائیت پر حملہ آور ہے اور جب کہ ان کے دلائل بھی ٹھوس مضبوط اور قوی ہیں۔ تو پھر نتائج پر غور کرتے ہوئے ہم پر گھبراہٹ طاری ہو جاتی ہے کیا ہم عیسائیوں میں روحانی طاقت موجود ہے جس سے ہم اس جارحانہ تحریک کا مقابلہ کریں؟

کیا ہم عیسائیوں پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ ہم اس چیلنج کا اپنے صحیح عقائد دعا اور روح القدس کی برکت سے جواب دینے کے قابل ہو سکیں۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ عزیزہ امت الحکیم صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد شریف صاحب امیر منٹگمری عرصہ سے بیمار رہتی ہیں۔ بزرگان سلسلہ و احباب ان کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں (ظفر اسلام ربوہ)

۲۔ مکرم احمد دین صاحب لاہور چھاؤنی کئی دنوں سے بیمار ہیں اور بیماری طول پکڑتی جا رہی ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

۳۔ میری والدہ صاحبہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ کمزوری بہت ہے۔ بزرگان سلسلہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(عبد المجید سلیم سیالکوٹ)

ہماری والدہ مرحومہ

از خواجہ عبد الحمید صاحب ضیاء آف ڈیرہ دون

۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء ۲۹ رمضان بروز جمعۃ الوداع ہماری والدہ ماجدہ اہلیہ خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم آف ڈیرہ دون اپنے مولائے حقیقی کے پاس چلی گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آج سے سولہ سال پہلے ۱۹۴۲ء کی ۱۸ ہی تاریخ تھی۔ دسمبر کا مہینہ، جمعہ کا دن اور عید سے ایک دن قبل ہمارے ابا جان خواجہ غلام نبی صاحب مرحوم ڈیرہ دون میں ایک مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے تھے۔ چہرے پر ایک بشاشت اور مسکراہٹ تھی۔ ویسی ہی مسکراہٹ جیسی امی جان کے چہرے پر تھی۔ بوجہ اس خوشی اور مسرت کے جو انہیں اپنے مولا کے پاس پہنچکر حقیقی عید میں حصہ لینے کی وجہ سے ہو رہی تھی۔ ابا جان کا جنازہ ڈیرہ دون سے قادیان لے جایا گیا تھا جہاں انہیں مسیح موعودؑ کے قدموں میں بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ امی جان کا جنازہ بھی لاہور سے ربوہ لے جایا گیا۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے انہیں حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدہا۔ کا قرب بہشتی مقبرہ میں عطا فرمایا۔

ابا جان مرحوم نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ۱۹۰۷ء میں۔ شادی سے ایک آدھ سال پہلے بیعت کی تھی۔ ان کی بیعت شادی میں رکاوٹ کا باعث اور مخالفت کا طوفان کھڑا کرنے کا سبب بنی۔ عزیز و اقارب کی طرف سے بڑی کوشش کی گئی کہ کم از کم بیعت کا اعلان کچھ عرصے تک ملتوی رکھیں لیکن ابا جان مرحوم نے جو مولانا ابو الکلام آزاد اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے معتقدین میں سے تھے۔ اور ایک لمبے عرصے سے تحقیق حق کر رہے تھے۔

احمدیت کی صداقت روشن ہونے پر مخالفت یا شادی کے لالچ کی پرواہ کئے بغیر بیعت کا اعلان کر دیا۔ ابا جان بتایا کرتے تھے کہ بیعت کی نیت سے ۱۹۰۷ء میں قادیان جاتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب سے ملاقات کرنے اور آخری دفعہ دل کے شبہات دور کرنے کے لئے امرتسر اترے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہر چند باز رکھنے کی کوشش کی اور قادیان جانے سے روکا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشش نے رکنے نہ دیا۔ چنانچہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی امیدوں پر پانی پھیرتے ہوئے حضورؑ کے قدموں پر جا پہنچے اور رہتی دنیا تک رضی اللہ عنہ کے انعام کے وارث ہوئے۔

وہ خط جو ابا جان کو مولانا ابو الکلام آزاد نے لکھے ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ جو انشاء اللہ ابا جان مرحوم کے مفصل حالات زندگی مرتب کرنے پر شائع کروئے جائیں گے۔ مولانا ابو الکلام آزاد کے یہ خطوط ادبی اور مذہبی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ جن سے مولانا کے بعض مسائل کے متعلق مخصوص رجحانات ظاہر ہوتے ہیں۔

ابا جان مرحوم کی بیعت کے بعد باوجود مخالفت کے بوجہ ان کے نیکی و تقویٰ اور راست گوئی و راستبازی کے ان کی عزت و تکریم میں کوئی فرق نہ آیا۔ اٹھارہ انیس سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے۔ لیکن اپنے حلقہ احباب میں اس نو عمری ہی میں ابا جان مرحوم کو خاص عزت حاصل تھی۔ چنانچہ شادی کی مخالفت کی آواز جلدی ہی دب گئی اور ابا جان مرحوم کو ان کی نیکی و تقویٰ کے لحاظ ہی سے اللہ تعالےٰ نے وہ بیوی ملی جو ان کی طرح بچپن ہی سے ان تمام اوصاف سے متصف تھیں جو دینی و دنیوی لحاظ سے کسی میں پائے جانے ضروری ہیں۔ بچپن ہی سے نیک خصلت اور نیک سیرت تھیں حیا ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی نماز روزے کی سختی سے پابند اور طبیعت میں صداقت کی قبولیت کی استعداد اور صلاحیت تھی۔ اسلئے ابا جان کے احمدیت قبول کرنے کی کوئی مخالفت نہ کی۔ بلکہ ان کی پاک و نیک۔ زہد و تقویٰ کی زندگی کا اثر ان کی طبیعت پر ایسا ہوا کہ شادی کے دو تین سال بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے زمانہ میں آپ بھی ساتھ قادیان گئیں۔ اور بیعت کر لی غالباً یہ ۱۹۱۰ء کی بات ہے۔ جب کہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی پاک صحبت میں متواتر چھ ماہ رہنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تین بچے بھی ساتھ تھے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے رباجی کو مسجد مبارک کے برابر والا چوبارہ رہائش کے لئے خالی کرا دیا تھا جو بعد میں حضرت اماں جان کی مرحومہ کی رہائش گاہ بنا۔ امی جان بتاتی تھیں کہ قادیان کی اس رہائش نے ان کی زندگی میں ایک نئی جلا پیدا کی۔ تیسرا بچہ جس کا نام عبد الحمید تھا بیمار ہو گیا۔ انتہائی شفقت اور محبت سے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے علاج کیا لیکن مشیت ایزدی سے وہ جانبر نہ ہو سکا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی دلداری اور محبت کا دل پر ایسا گہرا اثر چھوڑ گیا جو احمدیت کی قبولیت کے بعد نئی زندگی کا باعث بنا۔ اس چھ ماہ کے قیام میں خالص اسلامی فضا میں رہنے کا اثر امی جان کی تمام زندگی پر حاوی رہا۔ قادیان کے پاکیزہ ماحول حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خاص روحانی مجالس حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کی پاک محبت نے امی جان کی زندگی کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ پہلے صرف نماز روزہ تک عبادت محدود تھی۔ اور قرآن شریف کی تلاوت بغیر مطالب و معانی سمجھے کرتی تھیں۔ اب باترجمہ قرآن شریف پڑھنے، نماز تہجد اور نوافل باقاعدگی سے ادا کرنے کی ایسی عادت ہوئی کہ آخر وقت تک جب تک ہوش و حواس اور طاقت برقرار رہی اس پر عامل رہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت میاں بشیر احمد صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر فرد سے والہانہ عقیدت اور محبت رکھتی تھیں۔ اسلام اور احمدیت کے لئے باقاعدگی اور تواتر سے دعا مانگتی تھیں۔ دعا تو امی جان کی روح تھی کوئی کام بغیر دعا نہ کرتیں۔ دعا بھی رسمی طور پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور مجسم الحاح و زاری بنکر نہایت اضطرابانہ اور عاجزانہ انداز سے کرتیں۔ اپنی اولاد کو ہمیشہ نماز اور دعا پر زور دینے کی نصیحت کرتیں۔ اسلام اور احمدیت کے لئے خاص غیرت رکھتیں۔ حضرت امیر المومنین کی طرف سے جو تحریک بھی ہوتی اس میں ضرور حصہ لیتیں اور ہم سب بہن بھائیوں کو حصہ لینے کی تاکید کرتیں۔ چندوں کی ادائیگی کا بہت زیادہ اہتمام اور خیال رکھتیں اور اول وقت میں ادا فرمایا کرتیں۔ چنانچہ چندہ وصیت

وصیت کے بعد فوراً ہی ادا کر دیا تھا۔ خیرات و زکوٰۃ میں اسلامی احکام کی تعمیل کا خاص خیال رکھتیں۔ کوئی حاجتمند آجاتا تو اس کی ضرورت اور تکلیف دیکھ کر تڑپ جاتیں۔ اور جو کچھ بھی ہو سکتا مدد و امداد سے دریغ نہ کرتیں۔ بعض کی امداد مستقل طور پر اس طرح کرتیں کہ دوسرے کو علم تک نہ ہو سکے۔

ابا جان مرحوم کی طرح امی جان کو بھی تبلیغ کا بے حد شوق تھا۔ ایسی عمدگی اور دلنشین طریقے سے تبلیغ کرتیں کہ مخالف سے مخالف نہایت دلچسپی سے ان کی باتیں سنتا۔ قرآن شریف کی آیات اور بعض پرانی مذہبی کتابوں کے حوالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت میں زبانی یاد تھے

ابا جان مرحوم کی مہمان نوازی کی عادت ان کا ایک خاصہ تھی۔ اس کی بہت نمایاں رنگ میں جھلک امی جان کے کردار میں بھی عیاں تھی۔ دہرہ دون میں سلسلہ کے بزرگوں۔ علماء اور مبلغین کی آمد و رفت ہمیشہ ہی رہتی۔ اکثر ابا جان مرحوم بڑے تبلیغ مرکز سے مبلغین کو بلوا بھیجتے۔ سب کے قیام کا انتظام اپنے پاس ہی کرتے۔ امی جان جس محبت اور اخلاص سے مہمان نوازی کے فرائض انجام دیتیں وہ انہی کا حصہ تھا۔ کبھی ماتھے پر شکن نہ پڑتی اور مسلسل مہمان نوازی ان کی عادتِ ثانیہ بن گئی تھی اس کا بلاواسطہ ہم سب بہن بھائیوں کی تربیت پر خوشگوار اثر پڑا۔ سلسلہ کے علماء و مبلغین کے گھر پر ٹھہرنے کی وجہ سے ہر وقت دینی باتیں کانوں میں پڑتیں حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم اور ان کے ہم عصر دیگر بزرگان سلسلہ کا دہرہ دون میں قیام ایک بہت دور کے زمانے کی بات ہے۔ لیکن اس کی روحانیت پرور جھلک کا اثر اب تک دل و دماغ میں محفوظ ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق مرحوم رضی اللہ عنہ۔ حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب نیر رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی پاک مجلسوں سے حاصل کی ہوئی تربیت کسی دوسرے رنگ میں حاصل نہ ہو سکتی تھی اور یہ سب ہمارے ابا جان اور امی جان کی مہمان نوازی کا شیریں ثمر ہے۔

ابا جان مرحوم کے بعد جس رنگ میں امی جان نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی بہت کم مائیں کر سکتی ہیں۔ اپنی اولاد کو اپنی مادرانہ شفقت و محبت کے پردوں کے نیچے صحیح اسلامی رنگ میں پالا پوسا اور بڑا کیا۔ اس شفقت اور صحیح تربیت کی وجہ سے ہم سب بہن بھائی ابا جان کی محرومی کا احساس بہت کم کر سکے

امی جان کی وفات کا صدمہ ہم سب بہن بھائیوں کے لئے ایسا عظیم صدمہ ہے جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ خاص کر میری بیوہ بہن غلام فاطمہ اور سب سے چھوٹی بہن امۃ الحفیظ کے لئے جو ایم اے فائنل کی تیاری کر رہی تھی اور جس سے امی جان کو انتہائی محبت تھی۔ دونوں بہنوں نے اور برادرم مبارک احمد نے متواتر تین سال رات اور دن جس طرح خدمت کی وہ قابل رشک ہے۔ باقی سب بہن بھائی کراچی۔ راولپنڈی میں تھے اور وہ خدمت کا حق ادا نہ کر سکے۔ جو ہماری دونوں بہنوں اور ایک بھائی کو حاصل ہوا۔

افسوس کہ ناگہانی وفات نے ہم سے یہ نعمت چھین لی جو کسی قیمت حاصل نہیں ہو سکتی تین بھائی کراچی میں تھے اور ایک انگلینڈ میں پہنچ نہ سکے۔ میں پہنچا مگر ایسے وقت جبکہ بیہوشی کا عالم تھا باتیں کرنے کی حسرت دل میں رہ گئی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے جہاں وہ امی جان کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں وہاں غم زدہ اور پریشان حال بہن بھائیوں کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حافظ و ناصر ہو اور وہ تمام دعائیں جو امی جان نے اسلام اور احمدیت کے لئے اور مبلغین کے لئے کیں سب قبول فرمائے ہمیں اس صدمہ کو برداشت کی قوت عطا فرمائے۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خواجہ عبد المجید ضیاء آف دہرہ دون معرفت پوسٹ بکس ۲۵۷ کراچی ۱

درخواست دعا و شکریہ

میرے ابا جان حضرت مرزا محمود بیگ صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی تھے کی اچانک وفات پر بہت سے دوستوں اور عزیزوں کی طرف سے اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اظہار ہمدردی اور تعزیت کے خطوط موصول ہوئے ہیں انشاء اللہ سب کا فرداً فرداً جواب دوں گا۔

اس وقت بذریعہ الفضل تمام دوستوں اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگوں کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور درخواست دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ابا جان مرحوم کو آخرت میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے اور ہمیں اس صدمہ عظیم کو صبر و ثبات کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے نیز صبر جمیل دے۔ آمین ثم آمین

غمزدہ مرزا مبارک احمد ملت شو کمپنی حیدر آباد

دعائے مغفرت

(۱) میرے دادا صاحب مکرم محترم چوہدری کرم الدین صاحب جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے مورخہ ۳ ۵۸ کو بمقام شیخن ڈاکخانہ پتوکی ضلع لاہور میں وفات پا گئے ہیں۔ دادا صاحب کی عمر تقریباً ۹۵ برس تھی اور مرحوم نہایت ہی مخلص انسان تھے۔ انہوں نے ایک خواب کے ذریعہ اپنے گاؤں سے تقریباً سو میل پیدل چل کر قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا۔ احباب ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں

محمد اکبر فانی اکاؤنٹنٹ محمد آباد اسٹیٹ

(۲) میری عزیزہ بیٹی سعیدہ بیگم بعمر ۲۲ سال زوجہ آغا حمید منیر صاحب اوورسیئر رولپنڈی اچانک زچگی کی حالت میں وفات پا گئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون کم گو۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند تھی۔ اس کی والدہ کو سخت صدمہ ہوا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت کرے اور اس کی والدہ کو حوصلہ و صبر عطا فرمائے

ملک برکت علی سیکرٹری مال لائلپور

(۳) میری والدہ ماجدہ بروز جمعرات دنیائے فانی سے رحلت فرما کر اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

صحابہ کرام و درویشان قادیان۔ بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں خاص مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

رحمت علی خاں چاہ بھاگو والا موضع نیل کوٹ۔ ملتان

تاریخ اسلام کی کتاب اور انیس سالہ حساب

سابقون الاولون کے لئے جو انیس سالہ تحریک جدید کے جہاد میں حصہ لیتے آ رہے ہیں ان کی اطلاع کے لئے پھر یہ امر واضح کیا جاتا ہے۔ کہ اس تاریخ اسلام کی کتاب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کے ماتحت ان کا نام ہی آ سکتا ہے جنہوں نے متواتر انیس سال تک راہِ خدا میں قربانی کی ہو گی۔ ان کی فہرست اس طرح بنے گی۔

(۱) اوّل وہ سابقون الاوّلون جو ہر سال پہلے سال سے لیکر انیسویں سال تک متواتر اضافہ کرتے چلے گئے۔

(۲) دوم وہ جنہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمودہ قاعدہ کے مطابق انیس سال تک ادائیگی کی۔

قاعدہ رعایتی یہ جو پہلے تین سال میں ہر سال اضافہ کیا۔ اور پھر چوتھے سال میں حضور کی رعایت سے فائدہ اٹھا کر پہلے سال کے برابر دیکر دسویں سال تک ہر سال اضافہ کرتے رہے اور گیارھویں سال میں یہ رعایت دی گئی تھی کہ جو اب دسویں سال پر اضافہ نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے نویں سال کے برابر دیکر آئندہ سالوں میں انیسویں سال تک اضافہ کرتے جائیں۔ یا یہ کہ گیارھویں سال میں نویں سال کے برابر اور بارھویں سال میں آٹھویں سال کے برابر۔ حتیٰ کہ انیسویں سال میں اپنے انیسویں سال کے برابر دے لیں۔

(۳) تیسری فہرست اُن احباب کی ہو گی جو انیس سالہ عرصہ میں نمبر اوّل یا نمبر دوم کے معیار کو قائم نہیں رکھ سکے۔ مگر حالات کے مطابق اپنے معیار میں فرق یا کمی کرنے پر مجبور ہوئے۔ اور وہ پانچ یا اس سے زیادہ دیکر انیس سال تک شامل رہے ہیں۔ پس یہ تین قسم کی فہرست ہو گی۔

گو بفضلِ خدا انیس سالہ فہرست پانچ ہزار سپاہیوں سے اُوپر کی بن چکی ہے لیکن بعض کا کچھ بقایا بھی ہے۔ ان کو دفتر بقایا کا حساب آخری بار پھر ارسال کر کے کہہ رہا ہے کہ ایسے بقایا دار ۸ رجون ۱۹۵۸ء تک اپنا بقایا ادا کر دیں گے تو ان کا نام بھی آ جائے گا۔ ورنہ افسوس کے ساتھ ان کا نام فہرست سے کاٹ دیا جائیگا۔ کتاب میں شائع نہ ہو گا۔ جب کتاب شائع ہو گی تو ایسے بقایا داران کی ایک فہرست بھی معہ رقم بقایا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور اطلاع کے لئے پیش کر دی جائیگی۔ اس لئے بقایا داران سے عرض ہے کہ وہ اپنا بقایا ۸ رجون تک ادا کر لیں تا ان کا نام بقایا داران میں حضور کے پیش نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

(خاکسار برکت علی خان (پنشنر) وکیل المال تحریک جدید)

اگر زید کو یہ توفیق مل سکتی ہے

کہ وہ اپنی خداداد استطاعتوں اور قابلیتوں کو بروئے کار لا کر دنیا میں روشن مثالیں قائم کرتا چلا جائے۔ تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ بکر اس میدان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کیوں مایوس ہو۔ آج جبکہ آنے والی پود کے سینہ روایات چھوڑنے کے دن ہیں۔ ہر خادم احمدیت میں یہ روح اور جذبہ کیوں کارفرما نہ ہو۔ کہ وہ اس میدان میں اپنا سب کچھ نثار کر دے تا کہ کوئی ارمان اور حسرت باقی نہ رہے۔ یہ رنگ ہے جس کے اختیار کرنے سے ہم "خدام الاحمدیہ" کے قیام کے مقصد کو پورا کرنے والے بن سکتے ہیں۔ اور یہ رنگ ہے جس کے بعد مالی میدان میں ایک بشاشت قلبی محسوس کرینگے۔ اور خدام الاحمدیہ کے معمولی چندہ جات کی ادائیگی ایک سہل ترین اور ابتدائی قدم نظر آئے گا۔

(مہتمم مال۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ اور دعا

مورخہ ۱۱؍۵ کو احباب محلہ دار الیمن کی طرف سے حضور کی صحت کیلئے ایک دُنبہ بطور صدقہ دیا گیا اور بعد نماز فجر اجتماعی دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔

(قاضی محمد منیر صدر محلہ دار الیمن ربوہ)

رپورٹ چندہ مسجد ہالینڈ آمد بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۵۸ء

چندہ مسجد ہالینڈ کی آمد بابت ماہ مارچ و اپریل بہنوں کے لئے پیش ہے اس کل رقم ہم نے دسمبر ۱۹۵۸ء میں ختم کرنا ہے لیکن ابھی ہمارے ذمے بائیس ہزار کی رقم باقی ہے اگر تین ہزار فی ماہ کے حساب سے آمد ہو تو امید ہے کہ یہ قرضہ جلسہ سالانہ تک ادا ہو سکتا ہے۔ بہنیں اگر ایک بار پھر پوری جدوجہد سے اس چندہ کو اکٹھا کرنے کی کوشش کریں تو یہ چندہ ضرور جلسہ سالانہ سے قبل ادا ہو سکتا ہے۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

نام	رقم	نام	رقم
از لجنہ ربوہ	۱۵۵/۴/-	گولیکی ضلع گجرات	۱/-/-
سیدہ ام متین صاحبہ	۵/-/-	منٹگمری	۱۰/۱۱/-
از لجنہ غانا مغربی افریقہ	۱۰۰/۵/-	نبی سرروڈ سندھ	۲۰/-/-
" کویت	۵۰/-/-	چک ۳۵ و مضافات ضلع لائلپور	۱۲۹/۷/-
حسین بی بی اہلیہ چوہدری طالب علی صاحب وڈیانوالہ ضلع سیالکوٹ	۵/-/-	چکوال ضلع جہلم	۷۱/۱۲/-
از لجنہ مرکزیہ	۵۱/۸/۹	چک سکندر	۱۹/۱۲/-
وزیر آباد	۱۸/-/-	ماڈل ٹاؤن لاہور	۹/۵/۳
علی پور ضلع ملتان	۴/۴/-	اہلیہ صاحبہ ملک بشیر احمد صاحب لیلیر کے ضلع شیخوپورہ	۱/-/-
استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ	۱/-/-	بھیکی ضلع شیخوپورہ	۲۵/-/-
استانی سیدہ بیگم	۳/۳/-	کنری سندھ	۸/-/-
امۃ الرحیم ٹھٹھی	۱۰/-/-	عارف والا ضلع منٹگمری	۱/-/-
حمیدہ بیگم اہلیہ ناصر الدین احمد نگر	۵/-/-	بینہ مرحوم بنت حاجی غلام رسول صاحب نواب شاہ سندھ	۵۰/-/-
امۃ الحفیظ یزدانی لاہور	۱۵۰/-/-	شمیم اختر صاحبہ طاہر تخت ہزارہ	۵/-/-
شمیم اختر لاہور	۱۵۰/-/-	خوشاب	۱/-/-
اصغری اہلیہ عبد القیوم لاہور	۱۵۰/-/-	اہلیہ صاحبہ عبد الباری صاحب شکار پور سندھ	۲/-/-
احمد نگر	۱۲/۱۲/-	اصغری خاتون صاحبہ حسین آباد سندھ	۲/-/-
جڑانوالہ	۴/-/۴	مرزا محمد اسمٰعیل صاحب چمن	۵/-/-
لائلپور	۱۰۰/-/-	کوٹ رحمت خان	۸/-/-
محمود آباد اسٹیٹ	۱۶/۲/-	مرزا عبد الرحمٰن صاحب کراچی	۲/-/-
بدوملہی	۱۷/۱۱/-	گوجرانوالہ	۲/-/-
چک ۲۲ ضلع لائلپور	۲۶/۸/-		
گوجر خان	۲/۱۲/-		

اِنَّ العَہدَ کانَ مسئولا

ڈاکٹر، وکلاء اور دیگر پیشہ ور حضرات کے عمل کا وقت

مجلس شوریٰ ۱۹۵۲ء میں آپ نے کمال اخلاص و عقیدت کے ساتھ اپنے محبوب امام کے حضور وعدہ فرمایا تھا کہ آپکو سالِ گزشتہ کی آمد سے جسقدر زائد آمد سالِ رواں میں ہو گی اس کا دس فیصدی۔ نیز ماہ مئی کی آمد کا بیس فیصدی تعمیر مساجد ممالک بیرون کیلئے تحریک جدید کو ادا فرمائینگے۔ اب مئی کا مہینہ آگیا ہے، امید ہے آپ کو پہلے ہی اپنے عہد کا خیال ہو گا۔

سیکرٹری صاحبان مال اس قسم کی جملہ رقوم ہمیں بھجواتے وقت معطی حضرات کے اسماء گرامی سے بھی مطلع فرمایا کریں۔ تا کہ صحیح ریکارڈ رکھا جا سکے۔

شبیر احمد قائم مقام وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

نمبر ۱۴۸۹۴ میں دین محمد ولد حیدر خاں قوم کھدل بلوچ پیشہ کاشتکاری عمر چالیس سال تاریخ بیعت ۱۹۴۴ء ساکن صادق پور ڈاکخانہ محمد آباد اسٹیٹ ضلع میرپورخاص صوبہ سندھ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ مارچ ۱۹۵۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اراضی تین بیگھے بارانی بنجر واقع علاقہ بہاور ضلع ڈیرہ غازیخاں ہے جس کی قیمت مبلغ تین صد روپیہ ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری سالانہ آمد بذریعہ کاشتکاری آٹھ صد روپیہ ہوتی ہے میں تازیست اپنی سالانہ آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ادا کرتا رہونگا نیز میری بوقت وفات جس قدر جائداد ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد: دین محمد ولد حیدر خاں

گواہ شد: نور محمد صادق پور ضلع تھرپارکر سندھ

گواہ شد: حاجی احمد صادق پور نورنگر فارم ضلع تھرپارکر۔

نمبر ۱۴۸۹۵ میں فضل الدین ولد غلام محمد قوم ارائیں پیشہ کاشتکاری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۲ء ساکن نورنگر ڈاکخانہ محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر سندھ صوبہ سندھ بقائمی ہوش بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ مارچ ۱۹۵۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میری آمد بذریعہ کاشتکاری سالانہ مبلغ -/۵۰۰ روپیہ قریباً ہے میں اس کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں۔ نیز میری بوقت وفات جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد: فضل الدین ولد غلام محمد بقلم خود نورنگر فارم ضلع تھرپارکر

گواہ شد: محمد اسحاق احمدی نورنگر فارم

گواہ شد: سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا ربوہ

نمبر ۱۴۸۹۸ میں مالی غلام محمد ولد چوہدری جہان الدین صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن نورنگر فارم ڈاکخانہ محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر سندھ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۸/۳/۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں میری آمد بذریعہ ملازمت تیس روپیہ ایک من گندم ماہوار اسٹیٹ کی طرف سے ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ نیز میری بوقت وفات جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

العبد: مالی غلام محمد ولد جہان الدین صاحب

گواہ شد: خاکسار منشی سلطان احمد عفی عنہ نورنگر فارم

گواہ شد: محمد اسحاق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ نورنگر فارم

نمبر ۱۴۹۲۳ میں لال خاں مستری ولد اللہ یار خاں صاحب قوم اعوان پیشہ معماری عمر ۳۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۰ء پچھند ڈاکخانہ پچھند ضلع کیمل پور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ مارچ ۱۹۵۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد بزرگوار بقید حیات موجود ہیں۔ میرا گزارہ اس وقت ماہوار تنخواہ پر ہے جو کہ بمعہ الاؤنس وغیرہ مبلغ ایک سو پچاس روپے (-/۱۵۰) ہے اس کا دسواں حصہ (۱/۱۰) بطور وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں یا آمد میں کمی بیشی ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری وفات کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔

العبد مستری لال خاں حال فورٹ سنڈیمن کوارٹر نمبر ۹ متصل آریہ سماج مندر فورٹ سنڈیمن۔

گواہ شد عطاء الرحمٰن قریشی کلرک ڈی۔ آر۔ ای۔ ایس فورٹ سنڈیمن

گواہ شد مستری عبداللہ یار ساکن پچھند ضلع کیمبل پور حال کوارٹر نمبر ۹ متصل آریہ سماج مندر فورٹ سنڈیمن۔

نمبر ۱۴۹۲۵ میں بشیر احمد ولد محمد خواص خاں قوم افغان پیشہ ڈاکٹری عمر ۲۸ برس تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوہاٹ صوبہ پشاور ڈویژن (سابق صوبہ سرحد) حال ڈاکٹر بشیر احمد معرفت رضا میڈیکل سٹور بیرون کابلی گیٹ پشاور شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱ اپریل ۱۹۵۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے لیکن میری ماہوار آمد ۳۵۵ روپے (تین صد اور پچپن روپیہ صرف) ہے میں تازیست ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔

العبد بشیر احمد

گواہ شد عبدالمالک شاہد مربی کوہاٹ

گواہ شد۔ عبدالغفور پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کوہاٹ

نمبر ۱۴۹۲۸ میں چوہدری نذیر احمد بھٹی ولد محمد سعداللہ صاحب قوم جٹ وسیر پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹ محمد یار ڈاکخانہ چنیوٹ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵۸/۴/۱۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ ۔۔۔ نہیں ہے اس وقت اپنی آمد پر گزارہ کرتا ہوں جس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ میری اس وقت تنخواہ مبلغ -/۸۰ روپے ماہوار ہے۔ اس کا دسواں حصہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا کروں تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔

میرے مرنے کے بعد اگر کسی قسم کا ترکہ جائیداد کی صورت میں ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔

العبد چوہدری نذیر احمد شاد بقلم خود ولد محمد سعداللہ صاحب قوم جٹ وسیر

گواہ شد فقیر احمد انچارج حصہ پرائمری دارالرحمت وسطی ربوہ

گواہ شد عبدالکریم مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

نمبر ۱۴۹۳۵ میں خان محمد ولد عبدالرحیم خان قوم بلوچ پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت ۱۵ اپریل ۵۵ء ساکن ربوہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں۔ میں اس وقت اپنی آمد پر گزارہ کرتا ہوں جس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں میری اس وقت تنخواہ مبلغ -/۸۰ روپے ماہوار ہے۔ اس کا دسواں حصہ ماہ بماہ ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر میں کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا کروں تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ میرے مرنے کے بعد اگر کسی قسم کا ترکہ بصورت جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں

العبد ماسٹر خان محمد مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

گواہ شد ماسٹر عبدالکریم مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

گواہ شد فقیر احمد انچارج حصہ پرائمری

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

خان عبدالقیوم کا بیان بھی قلمبند کرلیا گیا

ڈاکٹر خان صاحب کے سانحۂ قتل کی تحقیقات نئے مرحلہ میں

لاہور ۱۵ر مئی ری پبلیکن قائد ڈاکٹر خانصاحب کے سانحۂ قتل کے سلسلہ میں کل شام لاہور میں صدر مسلم لیگ خان عبدالقیوم خان کا بیان قلم بند کیا گیا۔ خان عبدالقیوم خان تفتیشی پولیس افسر ملک حبیب اللہ کی خواہش کے مطابق پشاور سے کل سہ پہر تقریباً ساڑھے تین بجے لاہور پہنچے۔ آپ نے اس سلسلہ میں متعلقہ پولیس افسر کے روبرو پیش ہونے سے پہلے مقامی مسلم لیگی زعماء سے تبادلہ خیالات کیا اور دس پندرہ منٹ کے لئے مشہور وکیل اے کے بروہی سے بھی مشورہ کیا۔ صدر مسلم لیگ کا بیان صوبائی پولیس کی کرائمز برانچ کے دفتر واقع پرانی انارکلی میں ٹھیک ساڑھے پانچ بجے شروع ہوا اور پونے آٹھ بجے رات تک جاری رہا۔ اس موقعہ پر سینئر تفتیشی پولیس افسر ملک حبیب اللہ کے علاوہ پشاور کے ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر عبداللہ بانی بھی موجود تھے۔ دریں اثنا مقامی مسلم لیگی زعماء میاں امیرالدین۔ صوفی عبدالحمید خواجہ عبدالرحیم، راجہ حسن اختر، شیخ عنایت اور متعدد مسلم لیگی کارکن دفتر کے باہر باغ میں انتظار کرتے رہے۔ ملک حبیب اللہ نے اس پوچھ گچھ کے دوران صدر مسلم لیگ کی چائے سے تواضع بھی کی۔

خان عبدالقیوم خان سے گذشتہ شب پشاور میں ایک مقامی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی وساطت سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ ڈاکٹر خانصاحب کے سانحہ قتل کے سلسلہ میں بیان دینے کے لئے بلاتاخیر لاہور پہنچیں۔ اسی نوعیت کی ہدایت آپ کے ایک معتمد نائب مرزا شمس الحق اور ڈرائیور افسر خان کو بھی کی گئی تھی۔

صدر مسلم لیگ پونے آٹھ بجے رات اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس ملک حبیب اللہ کے کمرہ سے باہر نکلے تو آپ نے مقامی اخبارات کے نمائندوں سے انٹرویو کے دوران اس امر پر افسوس ظاہر کیا کہ اب میرے جیسے آدمی کو ڈاکٹر خان صاحب کے قتل کے سلسلہ میں ماخوذ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے آپ نے کہا کہ مسلم لیگ۔ ری پبلکن پارٹی کے علاوہ بعض دوسری سیاسی جماعتوں کے بھی خلاف ہے۔ ایک جمہوری نظام میں مختلف سیاسی جماعتوں کے زعماء ایک دوسرے پر نکتہ چینی کرتے ہی رہتے ہیں۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں کہ اگر خدانخواستہ کسی سیاسی جماعت کا کوئی لیڈر قتل ہو جائے تو اس کا الزام مخالف سیاسی جماعتوں کے لیڈروں پر عائد کیا جائے۔

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

تھا نہ کہ حکومتی طاقت کے خوف کی وجہ سے یہانتک کہ شاہی قسم کے خلفاء کی بے غرض اطاعت بھی اگر ہوئی ہے تو محض اس لئے کہ وہ بھی دین کے سربراہ سمجھے جاتے تھے یہ ایک نہایت نازک اور پیچیدہ معاملہ ہے۔ یہاں اس کی تشریح کرنا مدنظر نہیں بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ جس طرح کی اطاعت مولانا ابوالکلام آزاد چاہتے ہیں وہ بے ریا اور انتہائی قسم کی اطاعت صرف بندگان حق کی ہی ہوسکتی ہے۔ صاف لفظوں میں یہ ہے کہ اس زمانہ میں ایسی اطاعت کی تجدید صرف اس صورت میں ہوسکتی ہے کہ جس کی اطاعت کی جائے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجدید و احیائے دین کے لئے کھڑا کیا جائے جس کے ساتھ اس کی پہچان کے لئے الٰہی نشانات ہوں۔ رسول کریمؐ کی پیشگوئیوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ملوک عضوض کے بعد بھی خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔ چنانچہ ہم احمدی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس آخر زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کا آغاز ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے جو جماعت کھڑی کی وہ دلی جذبۂ محبت کے ساتھ آپ کی اور آپ کے خلفاء کی اطاعت گذار ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج وہی ایک ایسی اسلامی جماعت ہے جو جان و مال کی قربانیاں دے کر اشاعت دین کا کام کررہی ہے۔

درخواست دعا

میری پوتی طاہرہ خانم کرمک نے امسال ایم۔ بی بی۔ ایس کا فائینل امتحان دینا ہے اور شاہدہ خانم کرمک نے مڈل کا امتحان دیا ہے۔ احباب کرام دونوں کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ (عبدالغنی خان کرمک۔ گوجرانوالہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴